قادیان ۲۴ ماہ وفا۔ ڈلہوزی سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کی اطلاع ٹیلیفون لائن کی خرابی کی وجہ سے موصول نہیں ہو سکی۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے۔

گزشتہ شب اور آج صبح بہت زور کی بارش ہوئی۔

جلد ۳۴ | ۲۵ ماہ وفا ۱۳۲۵ ہش | ۲۵ شعبان ۱۳۶۵ھ | ۲۵ جولائی ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۷۳

خطبہ جمعہ

ذرا ذرا سی بات پر خلع اور طلاق تک نوبت پہنچا دینا نہایت بھیانک اور ناپسندیدہ طریق ہے

میاں بیوی کے جھگڑے کو نہایت سنجیدگی کے ساتھ سلجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ ماہ احسان ۱۳۲۵ ہش مطابق ۲۱ جون ۱۹۴۶ء

مرتبہ مولوی عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسانی زندگی کے اہم ارکان میں سے میاں بیوی کے اجزا ہوتے ہیں۔ دنیوی زندگی کے لئے انسان کے لئے جو چیزیں لازمی ہیں۔ اور جن کے ذریعہ انسان آرام اور سکینت حاصل کر سکتا ہے وہ

میاں بیوی کے تعلقات

ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات سے جو سکون اور آرام انسان کو ملتا ہے۔ وہ اسے کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ان وجودوں کو ایک دوسرے کے لئے سکینت اور

تسکین کا ذریعہ

قرار دیا ہے۔ اسی طرح بائیبل میں آتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کے لئے حوا پیدا کی۔ تا کہ وہ آدم کے آرام اور سکینت کا موجب ہو۔ یعنی حوا کے بغیر آدمؑ کے لئے تسکین اور آرام کی صورت اور کوئی نہ تھی۔ لیکن یہی دو وجود جو ایک دوسرے کے لئے تسکین آرام اور راحت کا موجب ہیں کبھی کبھی انہیں دو وجودوں کو

لڑائی اور جھگڑے کا موجب

بنا لیا جاتا ہے۔ اور راحت اور سکون کی بجائے انسان کے لئے اس کا مد مقابل یعنی خاوند کے لئے بیوی اور بیوی کے لئے خاوند دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف دینے کا موجب بن جاتا ہے۔ ہزاروں خاوند ایسے ہیں۔ جو اپنی بیویوں کے لئے بدترین عذاب ثابت ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں بیویاں ایسی ہیں۔ جو اپنے خاوندوں کے لئے بدترین عذاب ثابت ہوتی ہیں۔ اسلام نے ایسے حالات میں ہمارے لئے

ایسی اعلےٰ راہنمائی

کی ہے کہ درحقیقت ان احکام کی موجودگی میں ہمارے لئے گھبراہٹ اور تشویش کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے کتنے لوگ تیار ہوتے ہیں؟ غیر مسلم تو پہلے ہی اسلامی تعلیم پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ وہ مسلمان بھی جو اسلامی تعلیم کو ماننے والے ہیں اسلامی تعلیم سے بہت دور جا چکے ہیں۔ اور قرآنی تعلیم کی طرف آنا پسند ہی نہیں کرتے۔ بلکہ دوسری عدالتوں کے ذریعہ اپنا فیصلہ کرانا چاہتے ہیں۔ اگر کسی مرد اور عورت میں جھگڑا پیدا ہو جائے اور ان کو کہا جائے کہ

قرآن کی تعلیم کے مطابق

اس جھگڑے کو دور کرنے کی کوشش کرو تو رشتہ دار درمیان میں کود پڑتے ہیں۔ اور کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ ان باتوں پر عمل کرنے سے کہیں گزارہ ہوتا ہے۔ ہم ان کے مطابق کیسے فیصلہ کریں۔ گویا ان کے نزدیک قرآن کریم ایک افسانوں کی کتاب ہے۔ جسے لائبریری کی زینت کے لئے رکھنا چاہئیے لیکن اس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی تعلیم ناقابل عمل ہے۔ ایسا شخص اسلام کے دائرہ میں رہتا ہی کیوں ہے۔ ایسے شخص کو اسلام کی تعلیم کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور کوئی ایسا مذہب تلاش کرنا چاہیئے۔ جس کی تعلیم اسے قابل عمل نظر آئے۔ تا کہ کم از کم اس کی ضمیر تو آزاد رہے۔ وہ جب اسلام کی تعلیم کو غلط اور ناپسندیدہ خیال کرتا ہے۔ تو پھر ضمیر کو مارتے ہوئے اس کو کیوں پکڑے ہوئے ہے۔ اور کیوں اسے چھوڑتا نہیں ہے۔

ایڈیٹر:۔ رحمت اللہ خان شاکر

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے شائع ہوا

اپنی جماعت کو توجہ

دلاتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت میں میاں بیوی کے جھگڑے پہلے کی نسبت زیادہ پیدا ہو رہے ہیں۔ جہاں تک جھگڑوں کا سوال ہے۔ جھگڑوں کا پیدا ہونا برا نہیں۔ کیونکہ یہ انسانی خاصہ ہے۔ کہ میاں بیوی میں کبھی کبھار رنجش بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن جھگڑا پیدا ہونے کے بعد اسلامی تعلیم کو نظر انداز کر دینا یہ بہت بری چیز ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ لوگ ایسے حالات میں بالعموم اسلام کی تعلیم کو پس پشت ڈالتے ہوئے

ظلم کی حد تک

پہنچ جاتے ہیں۔ اور اسلامی تعلیم کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ میرے لئے یہ صورت بہت ہی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ ہمارے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کامل اسوہ ہیں۔ ہم آپ کو دیکھتے ہیں۔ کہ آپ نہ صرف خاوند تھے بلکہ آپ نبی بھی تھے۔ آپ پیر بھی تھے۔ اور آپ آقا بھی تھے۔ لیکن باوجود ان تمام باتوں کے آپ کی حالت یہ تھی۔ کہ ایک دفعہ آپ نے اپنی ایک بیوی کو ایک راز کی بات بتائی۔ اور حکم دیا۔ کہ کسی اور کو نہ بتانا۔ لیکن انہوں نے اپنی بعض سہیلیوں سے جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بیویوں میں سے ہی تھیں اس بات کا ذکر کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو الہاماً بتا دیا۔ کہ آپ کی اس بیوی نے وہ راز آپ کی بعض دوسری بیویوں کو بھی بتا دیا ہے۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ و اٰلہ وسلم نے ان کی

تنبیہہ کے لئے

یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ میں مسجد میں ہی رہونگا۔ اور گھر میں بیویوں کے پاس نہیں جاؤنگا۔ آپؐ نے مسجد میں خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ کے حکم پر مسجد میں آپؐ کے لئے خیمہ لگا دیا گیا۔ اور آپ اسی میں رہنے لگے۔ مکہ والے اپنی بیویوں سے نرمی کا سلوک نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ جس طرح

پنجابی عورتوں کی درستی

کا ایک ہی علاج جانتے ہیں۔ کہ ڈنڈا لیا اور مار مار کر سیدھا کر دیا۔ اسی طرح مکہ والے بیویوں سے سختی سے پیش آتے تھے۔ اور ان کی عورتوں کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی۔ کہ کسی بات میں مشورہ دے سکیں۔ یا مرد کے سامنے بول سکیں۔ مدینہ میں مکہ کی نسبت کسی حد تک عورتوں کو زیادہ آزادی تھی۔ گو اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ذریعہ جو آزادی عورتوں کو دلائی۔ وہ اس پہلی آزادی سے بہت بڑھ کر ہے۔ بہر حال

مدینے کی عورتیں

کبھی کبھار اپنے مردوں کے سامنے بول لیتی تھیں۔ لیکن مکہ والوں میں ابھی وہی سختی باقی تھی۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے مسجد میں ڈیرا لگا لیا۔ تو

صحابہ میں چہ میگوئیاں

ہونی شروع ہو گئیں۔ کہ آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ چنانچہ ایک صحابی گھبرائے ہوئے حضرت عمر رضؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عمر رضؓ مدینہ سے دو تین میل باہر ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں۔ ان دنوں ہمیں گذارے کی تنگی تھی۔ اس لئے ہم لوگ روزانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مجلس میں حاضر نہ ہو سکتے تھے۔ بلکہ ہم نے

باریاں مقرر کی ہوئی تھیں

ایک ساتھی جاتا اور وہ سارا دن رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی صحبت میں رہتا اور شام کو واپس آ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مجلس کی ساری باتیں اپنے ساتھی کو سناتا۔ دوسرے دن وہ کام کرتا اور اس کا وہ ساتھی جو پہلے دن نہیں گیا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مجلس میں جاتا آپ کی باتیں سنتا۔ اور شام کو واپس آکر تمام باتیں اپنے ساتھی کو سناتا۔ جس دن یہ واقعہ ہوا۔ اس دن حضرت عمر رضؓ کے ساتھی کی باری تھی۔ جب وہ مدینہ سے واپس گئے۔ تو انہوں نے حضرت عمر رضؓ سے کہا۔ عمر تجھے پتہ ہے کہ مدینہ میں کیا ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضؓ نے پوچھا کیا ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ و اٰلہ وسلم نے اپنی تمام بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضؓ بہت گھبرائے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و اٰلہ وسلم کے نکاح میں حضرت عمر رضؓ کی بیٹی حفصہ رضؓ بھی تھیں۔ حضرت عمر رضؓ مدینہ گئے۔ اور جاتے ہی حضرت حفصہ رضؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ جب پہنچے تو حضرت حفصہ بیٹھی رو رہی تھیں۔ حضرت عمر رضؓ نے جاتے ہی حضرت حفصہ رضؓ سے کہا۔ بیوقوف! کیا میں تمہیں منع نہیں کیا کرتا تھا۔ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ادب کیا کرو۔ اور تم عائشہ کی نقلیں نہ کیا کرو۔ عائشہ کا مقام اور ہے۔ اور تمہارا مقام اور ہے۔ لیکن تم نے میری بات نہ مانی۔ اور اب نتیجہ نکل آیا۔ پھر حضرت حفصہ رضؓ سے پوچھا۔ کہ کیا یہ سچ بات ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے سب بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ حضرت حفصہ رضؓ نے کہا۔ نہیں طلاق تو نہیں دی۔ البتہ ناراض ہو کر چلے گئے ہیں۔ حضرت عمر رضؓ وہاں سے نکلے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اندر آنے کی اجازت مانگی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے آپ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ تو آپ اندر داخل ہوئے۔ حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں۔ جب میں اندر گیا۔ تو آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور چٹائی کھردری تھی۔ میرے جانے پر آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ مگر حالت یہ تھی کہ

تمام جسم پر چٹائی کے نشان

پڑے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آرام اور آسائش کے تمام سامان قیصر و کسریٰ کے پاس ہیں۔ اور وہ اپنے زندگی کے دن نہایت تعیش اور آرام کے ساتھ بسر کر رہے ہیں۔ اور آپؐ کے لئے آرام کا کوئی سامان نہیں۔ آپؐ کے لئے یہ چٹائی ہے۔ جس کے نشان آپ کے تمام جسم پر پڑ گئے ہیں۔ حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں۔ میں نے یہ بات جان بوجھ کر کہی۔ تاکہ اگر آپؐ کی طبیعت میں کوئی غصہ ہو۔ تو وہ دور ہو جائے۔ میری بات پر آپؐ ہنس پڑے۔ میں نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ نے اپنی

تمام بیویوں کو طلاق

دیدی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں طلاق تو نہیں دی۔ پھر حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں تو حفصہ کو سمجھاتا رہتا ہوں۔ کہ تم عائشہ کی نقلیں نہ کیا کرو۔ اور آپ کا بہت ادب و احترام کیا کرو۔ پھر کہا یا رسول اللہ آپ سے یہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ ہم مکہ والوں کے سامنے ہماری بیویاں بولتی نہ تھیں۔ ایک دن کسی بات پر میری بیوی مجھے مشورہ دینے لگی۔ تو میں نے اسے کہا۔ تو اپنی حیثیت تو دیکھ۔ تیرا کیا کام ہے کہ تو مجھے مشورہ دے۔ لیکن ہماری عورتوں کو بھی آہستہ آہستہ مدینے کی عورتوں نے خراب کر دیا۔ ایک دن میں بات کر رہا تھا۔ کہ میری بیوی نے مجھے کسی معاملہ کے متعلق مشورہ دینے کی کوشش کی۔ جب میں نے اسے روکا تو اس نے مجھے جواب دیا۔ کہ

رسول اللہ کے گھر میں

ان کی بیویاں آپؐ کو مشورہ دیتی ہیں۔ تو تم کون ہو ہمیں روکنے والے۔ اس طرح حضرت عمر رضؓ نے نہایت لطیف پیرایہ میں اس طرف اشارہ کیا کہ آپؐ نے ہی عورتوں کو آزادی دی ہے۔ اگر ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ تو وہ معافی کی حقدار ہیں۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے

عورتوں کے حقوق

کی نہایت اعلےٰ طور پر حفاظت کی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اپنی آخری تقریر میں بھی یہی وصیت کی کہ عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آنا۔ اور اپنے غلاموں کو اپنے بھائیوں کی طرح رکھنا۔ اور ان سے ایسا کام نہ لینا جو ان کی طاقت سے باہر ہو۔ بہر حال اسلام نے عورتوں کے حقوق کی جتنی حفاظت کی ہے۔ کسی اور مذہب نے نہیں کی۔ لیکن چونکہ انسان ایک ایسا مرکب وجود ہے۔ جس میں مختلف قسم کی عادات اور خواہشات موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے میاں بیوی میں کبھی نہ کبھی اختلاف بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ان کے تعلقات ایک ہی حال پر نہیں رہ سکتے۔ اگر یہ اختلاف بہت شدت کا رنگ پکڑ لے۔ تو ایسے مواقع کے لئے اسلام کا حکم ہے کہ مرد عورت کو طلاق دیدے۔ یا عورت مرد سے خلع کرا لے۔ لیکن

طلاق اور خلع سے پہلے

کچھ احکام بیان کئے ہیں۔ جن کو مد نظر رکھنا مرد۔ عورت اور قاضیوں کا فرض قرار دیا ہے۔ تاکہ طلاق یا خلع عام نہ ہو جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان ابغض الحلال عند اللہ الطلاق

یعنی حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز اللہ تعالےٰ کے نزدیک طلاق ہے۔ جب طلاق حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے تو ایک مومن جس کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت ہے۔ وہ اس چیز کے کس طرح قریب جاسکتا ہے۔ جس کے متعلق وہ سمجھتا ہو کہ یہ

اللہ تعالےٰ کو سخت ناپسند

ہے۔ ہر کام جو جائز ہے ضروری نہیں کہ اسے کیا بھی جائے۔ تم میں سے ہر ایک شخص جانتا ہے۔ کہ بنارس۔ کلکتہ مدراس یا بمبئی جانا حلال ہے لیکن کتنے ہیں جو ان جگہوں میں گئے ہیں۔ اگر حلال کے یہی معنے ہیں کہ اسے ضرور کیا جائے تو پھر تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ جن لوگوں کے پاس ان شہروں میں جانے کے لئے روپیہ نہ تھا۔ وہ اپنی جائدادیں بیچ ڈالتے اور اس حلال کام کو ضرور سرانجام دیتے لیکن لوگوں کا اس پر عمل نہ کرنا بتاتا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جو بات حلال ہے ضروری نہیں کہ اس پر عمل کیا جائے۔ بلکہ مناسب موقعہ اور محل کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر ایک حلال کام کے کرنے سے

ناپسندیدگی کے سامان

پیدا ہوتے ہیں۔ تو اس کام سے بہرحال اجتناب کیا جائے گا۔ مثلاً پیاز کھانا حلال ہے۔ لیکن مسجد میں پیاز کھا کر جانا منع ہے۔ کیونکہ وہاں لوگوں کو اس کی بُو سے تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کے لئے یہ حلال ہے۔ کہ وہ سبز رنگ کا کپڑا پہنے یا اودے رنگ کا کپڑا پہنے یا زرد رنگ کا کپڑا پہنے۔ اگر کسی کا دوست کہے کہ یہ زرد رنگ کا کپڑا خرید لو۔ تو وہ کہتا ہے مجھے زرد رنگ اچھا نہیں لگتا۔ اب اس کے نزدیک حلال وہ چیز ہے۔ جو اس کی پسند کے مطابق اور اس کی طبیعت کو اچھی لگتی ہے کھانے کے متعلق اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ حلال اور طیب چیزیں کھاؤ۔ لیکن بعض لوگ بینگن نہیں کھاتے۔ بعض لوگ کدو کو پسند نہیں کرتے۔ اگر ان سے پوچھا جائے۔ کہ آپ بینگن کیوں نہیں کھاتے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پسند نہیں یا دوسرے شخص سے پوچھا جائے کہ آپ کدو کیوں نہیں کھاتے۔ تو وہ کہتا ہے میری بیوی اسکو ناپسند کرتی ہے۔ اسی طرح جب لوگ مکان تیار کرتے ہیں تو اپنے مذاق اور اپنی طبیعت کے مطابق بناتے ہیں۔ کوئی ایک منزلہ مکان بناتا ہے کوئی دو منزلہ اور کوئی سہ منزلہ۔ کوئی مکان میں باغیچہ لگانا پسند کرتا ہے۔ اور کوئی بغیر باغیچہ کے۔ اب یہ ساری چیزیں حلال ہوتی ہیں۔ لیکن وہ سب پر عمل نہیں کرتا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے کہ

ہر حلال بات پر عمل کرنا ضروری نہیں

لیکن جب بیوی کو طلاق دینے کا معاملہ پیش آجائے۔ تو یہ کہتے ہوئے کہ بیوی کو طلاق دینا جائز ہے فوراً بے سوچے سمجھے طلاق دے دی جاتی ہے۔ حالانکہ بعض حلال چیزیں انسان اپنے نفس کی خاطر۔ بعض اپنے دوستوں کی خاطر اور بعض سوسائٹی کی خاطر ہمیشہ چھوڑتا رہتا ہے۔ درحقیقت ایسے موقعہ پر ایک مومن کی حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اس حلال کو خدا کی خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ چونکہ یہ کام میرے خدا کو پسند نہیں۔ اس لئے میں یہ کام نہیں کرتا۔ تا میرا خدا مجھ پر ناراض نہ ہو۔ پس

رشد اور ہدایت

یہ نہیں کہ طلاق کو عام کیا جائے بلکہ رشد اور ہدائت یہ ہے کہ طلاق سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ حلال کے معنے یہ ہیں کہ چاہو تو کرسکتے ہو قانون کے لحاظ سے منع نہیں۔ لیکن تمہیں دوسروں کے خیالات دوسروں کے جذبات دوسروں کی ہمدردی اور دوسروں کے پیار کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جس حلال پر عمل کرنے سے دوسروں کے خیالات دوسروں کے جذبات۔ دوسروں کی ہمدردی اور دوسروں کے پیار کا خون ہوتا ہو وہ حلال نہیں بلکہ ایسا حلال ایک جہت سے حلال ہے۔ اور دوسری جہت سے **حرام** ہے۔ جب لوگ اپنے دوستوں کی ناراضگی ہمسائی کی ناراضگی اور قوم کی ناراضگی کا خیال رکھتے ہیں۔ تو کیا خدا تعالےٰ کی ناراضگی ہی ایسی چیز ہے جس سے انسان کو بے پروا ہونا چاہیئے۔ کیا خدا تعالےٰ کا وجود ہی ایسا کمزور ہے کہ جس کی ناراضگی انسان کے لئے قابل اعتنا نہیں۔ جب دنیوی اور سفلی عشق رکھنے والے لوگ اپنے محبوب کی چھوٹی سے چھوٹی خفگی سے ڈرتے ہیں۔ اور اسکو ناراض ہونے کا موقعہ نہیں دیتے۔ تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ ایک مومن جسے ایمان کی حلاوت ملی ہو۔ وہ

اللہ تعالےٰ کی ناراضگی

سے انتہائی طور پر خائف نہ ہو۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی کسی بات پر تکرار ہوگئی۔ یہ تکرار بڑھ گئی۔ حضرت عمرؓ کی طبیعت تیز تھی۔ اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے مناسب سمجھا۔ کہ وہ اس جگہ سے چلے جائیں۔ تاکہ جھگڑا خواہ مخواہ زیادہ نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جانے کی کوشش کی تو حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر حضرت ابوبکرؓ کا کرتہ پکڑ لیا۔ کہ میری بات کا جواب دیکر جاؤ۔ جب حضرت ابوبکرؓ اسکو چھڑا کر جانے لگے تو آپ کا کرتہ پھٹ گیا۔ آپ وہاں سے اپنے گھر کو چلے آئے۔ لیکن حضرت عمرؓ کو شبہ پیدا ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میری شکائت کرنے گئے ہیں۔ وہ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے۔ تاکہ میں بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا عذر پیش کرسکوں لیکن رستے میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کی نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ حضرت عمرؓ یہی سمجھے کہ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے گئے ہیں۔ وہ بھی سیدھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا تو حضرت ابوبکرؓ موجود نہ تھے۔ لیکن چونکہ ان کے دل میں ندامت پیدا ہو چکی تھی۔ اسلئے عرض کیا

یا رسول اللہ مجھ سے غلطی ہوئی

کہ میں ابوبکرؓ سے سختی سے پیش آیا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ کا کوئی قصور نہیں۔ میرا ہی قصور ہے جب حضرت عمرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کو جا کر کسی نے بتایا کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی شکائت کرنے گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے بھی اپنی برأت کے لئے جانا چاہیئے تاکہ یکطرفہ بات نہ ہو جائے۔ اور میں بھی اپنا نقطہ نگاہ پیش کرسکوں۔ جب حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچے۔ تو حضرت عمرؓ عرض کر رہے تھے کہ یا رسول اللہ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے ابوبکرؓ سے تکرار کی۔ اور ان کا کرتہ مجھ سے پھٹ گیا جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی

تو غصہ کے آثار

آپ کے چہرہ پر ظاہر ہوئے آپ نے فرمایا اے لوگو تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ جب ساری دنیا میرا انکار کرتی تھی۔ اور تم لوگ بھی میرے مخالف تھے۔ اس وقت ابوبکرؓ ہی تھا جو مجھ پر ایمان لایا۔ اور ہر رنگ میں اسنے میری مدد کی۔ پھر افسردگی کے ساتھ فرمایا۔ کیا اب بھی تم مجھے اور ابوبکرؓ کو نہیں چھوڑتے۔ آپ یہ فرمارہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے۔ یہ ہوتا ہے

سچے عشق کا نمونہ

کہ بجائے یہ عذر کرنے کے کہ یا رسول اللہ میرا قصور نہ تھا عمر کا قصور تھا۔ آپنے جب دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں خفگی پیدا ہورہی ہے۔ آپ سچے عاشق کی حیثیت سے یہ برداشت نہ کرسکے۔ کہ میری وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو آپ تبھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے

گھٹنوں کے بل

بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمرؓ کا قصور نہیں تھا۔ میرا قصور تھا۔ دیکھو حضرت ابوبکرؓ کس قدر سچے عاشق تھے۔ کہ آپ یہ برداشت نہ کرسکے۔ کہ آپ کے معشوق کے دل کو تکلیف ہو۔ آپ یہ دیکھ کر کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمرؓ پر ناراض ہوئے ہیں۔ خوش نہیں ہوئے۔ عام طور پر لوگوں میں یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ جب وہ اپنے مقابل کو جھاڑ پڑتی دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ خوب جھاڑ پڑی۔ لیکن اس سچے عاشق نے یہ پسند نہ کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو تکلیف ہو۔ خواہ کسی وجہ سے ہو۔ آپ نے کہا میں مجرم بن جاتا ہوں لیکن میں

اپنے معشوق کا دل رنجیدہ

نہیں ہونے دوں گا۔ اور نہائت لجاجت سے عرض کیا یا رسول اللہ عمرؓ کا قصور نہیں میرا قصور ہے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کے ملال کو دور کرنے کی خاطر

مظلوم ہونے کے باوجود ظالم ہونے کا اقرار

کرتے ہیں۔ تا آپ کے دل کو تکلیف نہ پہنچے۔ تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ ایک مومن بندہ اپنے خدا کی خوشنودی کے لئے وہ کام نہ کرے۔ جو اسے خدا تعالےٰ کی رضا کے قریب کردے۔ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بہت پیارے ہیں۔ اور ہم خدا تعالےٰ کے سوا کسی سے اتنی محبت کرنے کو تیار نہیں۔ لیکن پھر بھی خدا خدا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں۔ کہ آپ کا بہت بلند رتبہ ہے جو کسی اور انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس کے باوجود آپ عبد ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ معبود ہے۔ آپ مخلوق ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ خالق ہے۔ آپ

اللہ تعالےٰ کے احسانات کے نیچے

ہیں اور اللہ تعالےٰ محسن ہے۔ آپ فانی تھے۔ اور اللہ تعالےٰ غیر فانی اور ازلی ابدی ہے۔ آپ اللہ تعالےٰ کے محتاج تھے۔ اور اللہ تعالےٰ آپ کی حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ آپ کمزور تھے اور اللہ تعالےٰ بے انتہا طاقتوں کا مالک ہے۔ پس جب حضرت ابوبکرؓ کا دل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملال دیکھ کر تڑپ جاتا ہے۔ تو ایک مومن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث پڑھ کر یا سنکر کہ

ان ابغض الحلال عند الله الطلاق

کس طرح آسانی سے جرأت کرسکتا ہے۔ کہ اسکی خلاف ورزی کرے۔ جب شریعت کہتی ہے۔ کہ تم اس ابغض الحلال کو اختیار کرنے سے پرہیز کرو۔ تو ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ ایسے امور میں کمی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس بات کو میاں بیوی کے تعلقات کی کشیدگی کے وقت بھول نہ جائے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ

طلاق اور خلع

در حقیقت ایک ہی معنے رکھتے ہیں۔ اگر مرد عورت کو چھوڑتا ہے۔ تو وہ طلاق کہلائیگی۔ اور اگر عورت میاں سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ اسے آزاد کردے۔ تو وہ خلع کہلائے گا اور خلع بھی ابغض الحلال کے ماتحت ہی آئیگا۔ جہاں تک انسانی حقوق کا سوال ہے طلاق اور خلع دونوں ہی مسلمانوں کے اندر سے تلف ہو چکے تھے۔ اور مسلمان اس پر کسی صورت میں بھی عمل کرنے کو تیار نہ ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے

عورتوں کے لئے از حد مشکلات

کا سامنا تھا۔ احمدیت نے ان دونوں حقوق کو قائم کیا اور عورتوں کو ان تکالیف سے نجات دی۔ جو ان حقوق کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان کو پہنچتی تھیں۔ اور ساتھ ہی اس حدیث کے مضمون کو بھی لوگوں کے سامنے بوضاحت بیان کیا۔ اور بتایا کہ ان دونوں رستوں کو اختیار کرنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک ابغض الحلال ہے۔ لیکن چونکہ یہ حق ابھی نیا نیا حاصل ہوا ہے۔ اور ہمارے ملک میں یہ رواج ہے۔ کہ ہر نئے حق کو لوگ خوب استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت نے ان دونوں رستوں کے اختیار کرنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے اور جماعت کا ایک حصہ طلاق اور خلع کی طرف مائل ہے۔ حالانکہ

قرآن کریم کا یہ حکم

ہے کہ جب میاں بیوی میں کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے۔ تو اس کو دور کرنے کے لئے حکم مقرر کئے جائیں۔ جو کوشش کریں کہ ان کی رنجش دور ہوجائے۔ اور وہ پہلے کی طرح پیار اور محبت کی زندگی بسر کرنے لگیں۔ لیکن اگر ایسے ہی حالات پیدا ہو جائیں۔ کہ صلح کی صورت نہ ہوسکے۔ تو پھر خلع کی صورت میں قاضی کے سپرد یہ معاملہ کیا جائے۔ اور وہ اس کا فیصلہ کرے۔ یونہی

ذرا ذرا سی بات پر خلع اور طلاق

تک نوبت پہنچا دینا نہایت ہی افسوسناک امر ہے۔ اور یہ اتنا

بھیانک اور ناپسندیدہ طریق

ہے کہ ہر شریف آدمی کو اس سے نفرت ہونی چاہیئے۔ میاں بیوی کا اتحاد معمولی اتحاد نہیں اور میاں بیوی کے تعلقات معمولی تعلقات نہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات ایسے ہیں۔ کہ باپ بیٹے کے تعلقات بھی ایسے نہیں۔ مرد اپنے جسم کے وہ حصے جن کو وہ اپنے باپ اور اپنی ماں کے سامنے بھی ظاہر نہیں کرسکتا۔ اپنی عورت کے سامنے ظاہر کردیتا ہے۔ اسی طرح عورت اپنے وہ اجزا جن کا دیکھنا اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں پر حلال نہیں اپنے خاوند پر ظاہر کردیتی ہے۔ اسی قسم کے تعلقات کے بعد اگر ایک مرد اپنی پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ یا عورت خلع کرانا چاہتی ہے۔ تو ان دونوں نے

میاں بیوی کے تعلقات کی حقیقت

کو نہیں سمجھا۔ ان کے نزدیک یہ ایک کھیل ہے جو کھیلا گیا۔ ایک عورت جو خلع کرانا چاہتی ہے۔ یا ایک مرد جو اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے۔ ان دونوں نے اسلامی تعلیم کو ایک تمسخر سمجھا ہے۔ وہ عورت جو خلع کرانا چاہتی ہے۔ آخر خلع کیوں کرائیگی۔ اسی لئے کہ وہ کسی اور مرد سے شادی کرے۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مفہوم ہوگا۔ کہ وہ اپنے آپ کو منڈی میں بیچنا چاہتی ہے۔ حالانکہ اسلام نے اس کی بہت بڑی عزت قائم کی ہے۔ اور وہ مرد جو طلاق دیکر عورت کی عزت کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ غیر مسلم لوگوں سے بھی اخلاق میں پیچھے ہے۔ کیونکہ ہر سوسائٹی میں اور ہر مذہب اور ہر طبقہ میں خواہ وہ مہذب ہو یا غیر مہذب۔ متمدن ہو یا غیر متمدن۔ عورت کی عزت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اسے

ایک مقدس وجود

قرار دیا گیا ہے۔ پس اگر ایک مرد بلاوجہ اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے۔ تو وہ غیر مسلم لوگوں سے بھی اخلاق میں پیچھے سمجھا جائے گا۔ اور اگر کوئی عورت بلاوجہ خلع لینا چاہتی ہے۔ تو اس نے بجائے اپنی عزت کرانے کے اپنے آپ کو بازار میں بیچنے کا ارادہ کیا۔ اور اپنے مقدس مقام کو وہ بھول گئی ہے۔ پس وہ تمام لوگ جو ان چیزوں کی اہمیت کو نہیں سمجھتے وہ

قومی اخلاق کو برباد کرنیوالے

ہیں۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ طلاق اور خلع کے خراب نتائج پر زور دے۔ اور اس کو عام ہونے سے روکے۔ میرے پاس بعض مقدمات آتے ہیں۔ تو مجھے حیرت آتی ہے۔ کہ کتنی

چھوٹی چھوٹی باتوں کو

لوگ انشقاق کا موجب بنا لیتے ہیں۔ مرد کہتا ہے کہ میری بیوی جاتے ہوئے ایک ٹرنک ساتھ لے گئی ہے۔ اور بیوی کہتی ہے کہ انہوں نے میری مرکیاں لے لی ہیں۔ واپس نہیں کرتے۔ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے تعلقات کو خراب کرنا

عقلمندوں کا کام نہیں

ہوتا میرے نزدیک اگر بیوی میں کوئی غلطی ہے۔ تو اس کی اخلاقی اصلاح کرنی چاہیئے۔ لیکن اسے چھوڑ دینے پر آمادہ نہیں ہونا چاہیئے ہیڈ ماسٹر لڑکوں کو سبق دیتا ہے۔ کئی جو لڑکے سبق یاد نہیں کرتے۔ انہیں سکول سے نکال دیتا ہے۔ اسی طرح انسانوں میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں۔ کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن مومن کا کام ہے کہ ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور وہ جنس جسے اللہ تعالےٰ نے مقدس بنایا ہے۔ اسے بازار میں بکنے والی جنس نہ بنا دے۔ پس میں

جماعت کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اسے ایسے جھگڑے نہایت سنجیدگی کے ساتھ سلجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور میں قاضیوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ انہیں ایسے معاملات میں نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ میں حیران ہوں۔ کہ قاضیوں نے بھی ان معاملات کو محض ایک تمسخر سمجھ لیا ہے۔ مقدمات کو لمبا کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ اصلاح کی صورت پیدا ہو۔ وقت کے زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ دلوں میں شکوک و شبہات بھی زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ میں

قاضیوں کو ہدایت

کرتا ہوں۔ کہ ایسے معاملات میں وہ کسی فریق کے وکیل کو قریب بھی نہ آنے دیں۔ اور وہ بجائے قاضی کے باپ بننے کی کوشش کریں۔ اور لڑکے کو اپنا بیٹا سمجھیں اور لڑکی کو اپنی بیٹی سمجھیں۔ جس طرح باپ اپنے بچوں کو سمجھاتا ہے۔ اسی رنگ میں ان کو سمجھائیں۔ اور شریعت کے مسائل انہیں بتائیں۔ اور انہیں

طلاق اور خلع کے نقصانات

بتائیں کہ اس کے عام ہونے سے قوم کے اخلاق گر جاتے ہیں۔ جن کی اولاد موجود ہوگی۔ جب وہ بڑے ہوں گے۔ تو ان پر کیا اثر پڑے گا کہ ہمارے ماں باپ نے معمولی سی بات پر جدائی اختیار کر لی تھی۔ اور وہ اپنے ماں باپ سے کونسا نیک نمونہ حاصل کرینگے اور ایسی اولاد کیسے ترقی حاصل کرسکتی ہے۔

پس یہ چیزیں اخلاق کو سنوارنے والی نہیں بلکہ اخلاق کو بگاڑنے والی ہیں۔ جماعت کو ان کی اہمیت سمجھنی چاہئیے۔ کیونکہ میرے نزدیک یہ

اہم امور سے بھی بالا

چیز ہے۔ جب بھی قاضی کے پاس کوئی ایسا معاملہ پیش ہو اس کا دل کانپ جانا چاہئیے کہ کہیں میں کوئی ایسا فیصلہ نہ کردوں جو خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب ہو۔ اور اسے معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرکے فیصلہ کرنا چاہئیے۔ اور یہ کوشش کرنی چاہئیے۔ کہ جب کوئی ایسا جھگڑا ہو جائے۔ تو نہ مرد کے ماں باپ اور نہ عورت کے ماں باپ اس میں دخل دینے کی کوشش کریں۔ اور وہ

قاضی پر پورا اعتماد

رکھیں۔ اگر انہیں فیصلہ میں کوئی سُقم معلوم ہو تو وہ ہمیں لکھ سکتے ہیں۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ اس فیصلہ میں واقعہ میں کوئی سُقم موجود ہے یا نہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ قاضیوں کی بھی عقل تیز ہو جائے گی۔ شادی کے بعد ماں باپ کے حقوق ختم نہیں ہو جاتے بلکہ شادی کے بعد بھی ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہوتے ہیں۔ اگر ایک عورت ایسی ہے کہ اس کے پاس سوائے ایک لڑکی کے اور کوئی بچہ نہیں جو اس کی خدمت کر سکے۔ جب وہ اس لڑکی کی شادی کر دیتی ہے تو اب اس کے

داماد کا فرض

ہے کہ یا تو اس لڑکی کو اپنی ماں کی خدمت کا موقع دے اور اُسے اس کے پاس رہنے دے۔ اگر وہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کی بوڑھی والدہ کا بھی بوجھ اٹھائے کیونکہ اصل میں یہ بوجھ اس کی بیوی کے ذمہ تھا۔ لیکن جب وہ یہ چاہتا ہے کہ میری بیوی میرے ساتھ رہے تو اسے اپنی ساس کا بوجھ بھی اٹھانا چاہئیے۔ اسی طرح اگر لڑکے کے والدین بوڑھے ہیں اور انہیں خدمت کی ضرورت ہے۔ تو لڑکی کا فرض ہے کہ ان کی خدمت کرے۔ اور ان سے نرمی کے ساتھ پیش آئے۔ یہ ذمہ واریاں میاں بیوی دونوں پر عائد ہوتی ہیں۔ بعض لوگ ایسے موقع پر اپنے

اخراجات کی تنگی کا عذر

پیش کرتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ عذر اپنے اندر کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ غریبوں کے گھروں میں اکثر بچے زیادہ ہوتے ہیں۔ آخر وہ بھی اپنا گذارہ کرتے ہیں۔ میرے پاس غرباء کی جو درخواستیں غلے کے لئے آئیں ان میں سے اکثر آدمی ایسے تھے جن کے چھ سات سے آٹھ نو بچے تھے۔ میں حیران ہوا کہ جو بھی درخواست کرتا ہے اسی کے آٹھ نو بچے ہوتے ہیں۔ میں یہ سمجھا کہ یہ لوگ مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ لیکن جب میں نے تحقیقات کرائی تو بات درست نکلی۔ اب یہ لوگ آٹھ آٹھ نو نو بچے پیدا کرنے اور ان کے پالنے سے نہیں گھبراتے تو آپ

ماں باپ کی خدمت

سے کیوں گھبراتے ہیں۔ ایک دو آدمی کا بوجھ اٹھانا میرے نزدیک کوئی مشکل نہیں۔ بشرطیکہ انسان اس کا ارادہ رکھتا ہو۔ اگر تم اپنی بیوی کے ماں باپ کی خدمت کرو گے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ گے تو تمہاری بیوی دل سے تمہاری وفادار ہوگی اور تم سے زیادہ محبت کرے گی اور پہلے سے زیادہ تمہاری فرمانبردار ہوگی۔ لیکن اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو کہ اگر اس کے والدین کو اپنے پاس رکھتے ہو تو انہیں نوکر سمجھ کر نہ رکھو۔ بلکہ انہیں

اپنا سردار سمجھ کر

رکھو اور ان سے ایسا سلوک نہ کرو جیسا کہ نوکروں سے کیا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اپنے یا اپنی بیوی کے ماں باپ کو اپنے پاس لے تو آتے ہیں لیکن ان سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کا کام کاج بھی کریں۔ یہ طریق پسندیدہ نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لڑکی کے والدین لڑکی کو یہ سمجھاتے ہیں کہ لڑکے کے والدین کو اس کے پاس نہ آنے دینا۔ اور لڑکے کے ماں باپ لڑکے کو یہ سمجھاتے ہیں۔ کہ دیکھنا لڑکی کے والدین کو قریب نہ آنے دینا ان کی ہدایت کے مطابق لڑکا اور لڑکی دونوں عمل کرنا شروع کرتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں

لڑائی جھگڑا

پیدا ہو جاتا ہے۔ لڑکا کہتا ہے کہ تو میرے والدین کو برا سمجھتی ہے۔ اور لڑکی کہتی ہے کہ یہ میرے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا۔ تمام وہ والدین جو اپنے لڑکے لڑکیوں کو یہ ہدایت دیتے ہیں وہ اپنی اولاد کے خیر خواہ نہیں بلکہ وہ اپنی اولاد کے بدترین دشمن ہیں اور وہ میرے نزدیک

شیطان کی حیثیت

رکھتے ہیں کیونکہ یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ افتراق اور [illegible] کو پسند کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئیے کہ وہ بھی کسی دوسرے کے لڑکے یا لڑکی سے عزت نہیں کروا سکتے جب ماں باپ ہی ایسی بیہودہ نصائح کریں تو تعلقات کیونکر استوار رہ سکتے ہیں اور

لڑکے اور لڑکی کی عمر تباہ

کرنے میں سب سے زیادہ حصہ ان کے والدین کا ہوتا ہے۔ چونکہ والدین نے یہی کچھ سکھایا ہوتا ہے کہ والدین کو قریب نہیں آنے دینا چاہئیے۔ اس لئے شادی کے بعد ایک دفعہ میاں بیوی میں کشیدگی ضرور پیدا ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ یہ تفرقہ خلع یا طلاق کی نوبت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک مغلوب ہو جائے اور دوسرا غالب ہو جائے۔ تو جو غالب ہوتا ہے وہ دوسرے کے والدین کو جواب دے دیتا ہے بہر حال یہ ایک ذلت کی بات ہے اور یہ طریق میرے نزدیک نہایت ظالمانہ ہے۔ فرض کرو بیوی اپنے خاوند پر غالب آگئی اور اس نے ماں باپ سے قطع تعلق کر لیا۔ اور ان کی خدمت سے منہ پھیر لیا تو اس

لڑکے پر خدا کی لعنت

ہوگی۔ لیکن ساتھ ہی اس لڑکی پر بھی خدا کی لعنت ہوگی۔ کیونکہ اس نے اسے اس بات پر مجبور کیا کہ والدین سے قطع تعلق کرے۔ اور اگر لڑکی نے اپنے والدین کو چھوڑ دیا تو

لڑکی پر خدا کی لعنت

ہوگی۔ اور ساتھ ہی اس لڑکے پر بھی خدا تعالےٰ کی لعنت ہوگی۔ کیونکہ اس نے اسے مرامر مجبور کیا۔ پس اگر لڑکے کی وجہ سے لڑکی نے اپنے والدین کو چھوڑا۔ تو لڑکی بھی لعنتی ہوئی اور یہ لڑکا بھی لعنتی ہوا۔ اور اگر لڑکی کی وجہ سے لڑکے نے اپنے ماں باپ کو چھوڑا۔ تو لڑکا بھی لعنتی ہوا اور لڑکی بھی لعنتی ہوئی۔ یہ چیز چاروں طرف سے اللہ تعالےٰ کی ناراضگی سے گھری ہوئی ہے مومن کا فرض ہے کہ اس سے بچنے کی کوشش کرے۔

ہمارے علماء کو چاہئیے

کہ رات دن ان مسائل کو لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ اور اسلامی تعلیم کو بار بار لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ طلاق اور خلع نہایت ہی ناپسندیدہ چیزیں ہیں۔ اور ان پر اس وقت عمل کرنا چاہئیے جبکہ کوئی صورت صلح کی باقی نہ رہے۔ اور قاضیوں کو بھی چاہئیے کہ باپ بن کر صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اور کسی فریق کے وکیل کو دخل دینے کی اجازت نہ دیں اور

ہمدردی۔ محبت اور نرمی

سے جھگڑے کو مٹانے کی کوشش کریں۔ بعض اوقات حالات بہت خراب ہو جاتے ہیں۔ اور بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ لیکن اگر خلوص دل سے اس جھگڑے کو دور کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان حالات کو درست کر دیتا ہے۔

ایک دفعہ میرے پاس اسی قسم کا ایک جھگڑا آیا۔ میاں اور بیوی دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے سخت بغض پیدا ہو چکا تھا۔ میں نے ان دونوں کو بلایا۔ اور محبت اور پیار سے سمجھایا لیکن لڑکے نے کہا کہ میں کبھی بھی اس کو رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ اس نے میرے بھائی کی سخت بے عزتی کی ہے اور لڑکی نے کہا میں اس کی شکل تک دیکھنے کو تیار نہیں۔ کیونکہ اس نے میرے ماں باپ کو برا بھلا کہا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ ان کی صلح ہو جائے لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ صلح کے لئے رضامند نہ ہوئے۔ میں نے ان کو رخصت کر دیا۔ اور چونکہ نماز کا وقت ہو چکا تھا میں نماز کے لئے چلا گیا۔ نماز میں ان کی ضد دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور میں نے

اللہ تعالےٰ سے دُعا

کی کہ یا الٰہی ہماری جماعت کے اخلاق کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اتنا طول دیدیتے ہیں

دوسرے دن وہی لڑکی میرے پاس آئی اور وہ ہنس رہی تھی۔ اس نے مجھے ہنستے ہوئے السلام علیکم کہا۔ میں نے کہا۔ کیا بات ہے۔ اس نے کہا۔ وہ مجھے لینے آئے ہیں۔ اور میں جنتی ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد

میاں بیوی میں محبت

ہو گئی۔ اور اب اُن کے بہت سے بچے بھی ہیں۔ پس

قاضیوں کا فرض

ہے۔ کہ وہ باپ بن کر معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کریں۔ وہ یہ سمجھیں۔ کہ لڑکی کا خاوند میرا بیٹا ہے۔ اور یہ لڑکی میری بیٹی ہے۔ اگر اس وقت میری بیٹی غلطی کرتی۔ تو میں کیا کرتا۔ جو درد اُن کو اپنی اولاد کے متعلق ہے۔ وہی درد انہیں دوسرے لوگوں کے متعلق ہونا چاہیئے۔ اگر قاضیوں کے

دل میں درد

پیدا ہوگا۔ تو لازمی بات ہے کہ دوسرے کے دل میں بھی درد پیدا ہوگا۔ میاں بیوی کے جھگڑے لین دین کے جھگڑوں کی طرح نہیں۔ کہ قاضی ایک مجسٹریٹ کی حیثیت سے فیصلہ کرنے بیٹھے۔ بلکہ یہ

قوم کے اخلاق کا سوال

ہے۔ اس لئے قاضی کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کسی رنگ میں بھی وہ انسانی اخلاق کو تباہ کرنے والا نہ ہو۔ جب وہ فیصلہ کرنے لگے۔ تو اُسے نظر آئے۔ کہ میری بیٹی یا میرے بیٹے کی عمر کی بربادی کا سوال در پیش ہے۔ کبھی کبھار اُسے طلاق اور خلع کی بھی اجازت دینی پڑے گی۔ لیکن ایسی صورت میں اخلاق کے بگڑنے کا امکان کم ہوگا۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی پہلو اس میں نہیں ہوگا۔

کیا آپ دفتر دوم کا ایک مجاہد دے چکے ہیں؟

ہمارے نوجوان قربانیوں کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ لیکن ہمارے چندہ دہندگان اپنے بچوں کو کھو لنے کی بجائے ان کے منہ بند کر رہے ہیں۔ انا للہ۔ اے غافلو! جاگو۔ اے بے پروا ہو ہوشیار ہو جاؤ۔ تحریک جدید نے تبلیغ اسلام کے لئے ایک بہت بڑا کام کیا ہے

وہ جو تحریک جدید کے دفتر اول کی پانچہزاری فوج میں شامل ہیں۔ وہ اپنی جگہ دفتر دوم کا ایک مجاہد کھڑا کریں۔ جو نہ صرف ان کی قائم مقامی کرے۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر قربانی کرنے والا ہو۔ اور یاد رہے۔ دفتر دوم میں شامل ہونے کے لئے شرط ہے کہ کم سے کم ایک ماہ کی آمد کا نصف حصہ ایک سال کے لئے دیا جائے۔ مگر اس سے کم نہیں زیادہ جس قدر توفیق ہو۔ دیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ دفتر دوم کا ایک مجاہد دے چکے ہیں؟

(فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

ایک عظیم الشان تبلیغی سکیم!

بفضل خدا ہمارے تبلیغی مشن یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ وغیرہ ممالک میں قائم ہیں۔ ان کو انگریزی تبلیغی لٹریچر کی سخت ضرورت ہے۔ ان کے اس کام میں مدد کرنے کے لئے اگر ہمارے احباب ہم کو صرف تین روپیہ روانہ کریں گے۔ تو ہم دس تبلیغی کتابوں کا رعایتی قیمت کا سیٹ جس مشن کو وہ چاہیں بذریعہ رجسٹرڈ روانہ کریں گے۔ اس طرح ہمارے احباب کی طرف سے مشن کو تبلیغ کے کام میں سہولت ہوگی۔ اور ان کو تمام جہان میں تبلیغ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ اس کے علاوہ جو احباب اس تبلیغی سکیم میں حصہ لیں گے۔ ان کے نام کی ایک فہرست سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت مبارک میں ہر ماہ برائے دعا ارسال کی جایا کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن!

292

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت مسٹر اے ایس گیلانی صاحب سب جج بہادر درجہ اول گورداسپور

دعویٰ یا اپیل دیوانی ۱۸۹ عبدالعزیز آرائیں سکنہ قادیان۔

بنام کرم الٰہی وغیرہ

جس کی رو سے دعوےٰ درحق اراضی

بنام ۱۔ مسماۃ فاطمہ بیگم بیوہ عبدالعزیز ۲۔ مسماۃ سکینہ بیگم زوجہ مولوی محمد دین ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ۳۔ مسماۃ عائشہ بیگم زوجہ مولوی رحمت علی ۴۔ مسماۃ حمیدہ بیگم زوجہ چوہدری محمد جان اقوام آرائیں سکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ۵۔ مسماۃ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ چوہدری عبدالستار چوبرجی گورنمنٹ کوارٹرز لاہور۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیٰ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مذکوران جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مذکوران ۱۲/۸/۴۶ اگست ۱۹۴۶ء کو مقام گورداسپور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲/۷/۴۶ ۱۹۴۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت مسٹر اے ایس گیلانی صاحب سب جج بہادر درجہ اول بٹالہ

دعوےٰ یا اپیل دیوانی ۲۸ خان بہادر شیخ رحمت اللہ مدعی

بنام مسماۃ فاطمہ بانو وغیرہ مدعا علیہم اپیل بنا راضی حکم صاحب بہادر مورخہ

جس کی رو سے دعویٰ دخلیابی بنام مسماۃ نصرت بانو زوجہ ڈاکٹر عطر دین احمدی ۲ ۔۱ (۲) مسماۃ مبارکہ بانو زوجہ محمد احمد خاں معرفت الحاج مولوی عبدالرحیم نیر ۱۳۸ ریسکورس روڈ فرسٹ فلور مالابار ہل بمبئی (۳) مسماۃ محمدی بانو زوجہ مولوی عبدالرحیم ناظر تعلیمات گلبرگہ نظام حیدرآباد

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسماۃ نصرت بانو۔ مبارکہ بانو۔ حمیدہ بانو مذکوران تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اسلئے اشتہار ہذا بنام نصرت بانو۔ مبارکہ بانو حمیدہ بانو مذکوران جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکوران تاریخ ۸/۸/۴۶ ۱۹۴۶ء کو مقام بٹالہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔ آج بتاریخ ۱۶/۷/۴۶ ۱۹۴۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

این۔ ڈبلیو۔ آر سروس کمیشن لاہور

ملتان ڈویژن میں مندرجہ ذیل عارضی آسامیاں پر کرنے کے لئے مستورات امیدواروں کی طرف سے مورخہ ۸/۶/۴۶ تک مقررہ فارموں پر درخواستیں مطلوب ہیں۔ جو این۔ ڈبلیو۔ آر کے تمام بڑے سٹیشنوں سے دستیاب ہو سکتے ہیں

	زمرہ	خالی آسامیاں
(۱)	لیڈی ٹکٹ کلکٹر	۲+۴ ویٹنگ لسٹ (دو آسامیاں مسلمانوں اور ایک اینگلو انڈین اور ہندوستان میں رہائش پذیر یورپینوں کے لئے ریزرو ہیں)
(۲)	لیڈی سپیشل ٹکٹ ایگزیمنرز	۱+۴ ویٹنگ لسٹ (ایک مسلمان دو اینگلو انڈین اور ہندوستان میں رہائش پذیر یورپینوں اور ایک سکھوں۔ پارسیوں اور انڈین کرسچنوں کے لئے ریزرو ہیں)

تنخواہ:۔ مبلغ ۶۵/- روپیہ مبلغ ۸۵-۱/۵-۶۵ روپیہ کے سکیل میں دی جائیگی۔ اور قواعد کے مطابق منظور شدہ مہنگائی الاؤنس اور دیگر الاؤنس دئے جائینگے۔ اس کے علاوہ رعایتی نرخوں پر اشیائے خوردنی خریدنے کی مراعات دی جائیں گی۔ قابلیت:۔ انگریزی اور ایک یا ایک سے زیادہ جدید ہندوستانی زبانوں کا اچھی طرح جاننا ضروری ہے۔ عمر ۱۸ تا ۲۵ سال کے درمیان مفصل تفصیلات سیکرٹری کے پتہ پر ٹکٹ لگا ہوا اور اپنا پتہ لکھا ہوا لفافہ بھیج کر معلوم کریں۔

این۔ ڈبلیو۔ آر سروس کمیشن لاہور

والٹن ٹریننگ سکول لاہور چھاؤنی میں برائے داخلہ یا ڈویژن گریڈ نمبر ۲ کی ٹریننگ کے لئے امیدواروں کی طرف سے ۲۶/۸/۴۶ تک مقررہ فارم پر درخواستیں مطلوب ہیں۔ جو بقیمت ایک روپیہ این۔ ڈبلیو آر کے تمام بڑے بڑے سٹیشنوں سے مل سکتے ہیں کل تینتیس ۳۳ عارضی آسامیاں ہیں۔ جن میں ۱۸ مسلمانوں کے لئے ۳ سکھوں یا پارسیوں اور ہندوستانی عیسائیوں کے لئے ریزرو ہیں اور ایک اچھوت اقوام کے افراد کے لئے۔ اگر مخصوص تعداد کو پورا کرنے کے لئے اقلیتوں کی پوری تعداد مہیا نہ ہو سکی۔ تو مخصوص آسامیاں غیر مخصوص قرار دے دی جائیں گی۔

تنخواہ:۔ عرصہ ٹریننگ میں اٹھارہ روپے ماہوار اور کوالیفائڈ ہونے کے بعد اگر ملازمت میں لیا گیا۔ تو چالیس روپے ماہوار۔ ۶۰-۵/۲-۵۰-۵-۴۰ کے سکیل میں۔ علاوہ مہنگائی الاؤنس اور دوسرے الاؤنسوں کے جن کا قواعد کے رو سے حق ہوگا۔

قابلیت:۔ میٹرک سیکنڈ ڈویژن (اگر نتائج ڈویژنوں میں برآمد ہوئے ہوں) جونیئر کیمبرج یا اس کے مساوی کوئی امتحان پاس کیا ہو۔

عمر:۔ ۳۰/۶/۴۶ تک ۱۸ اور ۲۵ سال کے درمیان اور اچھوت اقوام کی صورت میں ۲۸ سال تک۔

تفاصیل کے لئے ٹکٹ چسپاں شدہ لفافہ کیساتھ جس پر پتہ تحریر ہو۔ سیکرٹری کو لکھیے۔

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۳ جولائی فلسطین میں یہودیوں کی دہشت انگیزی کی تازہ صورت حالات نے برطانوی حلقوں میں غیر معمولی تشویش پیدا کر دی ہے۔ آج برطانوی وزارت کا خاص اجلاس بلایا گیا۔ لنڈن کے اخبار بڑے غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں اور مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس کی فوراً تحقیقات کی جائے اور اس پاگل پن کو جلد ختم کر دیا جائے۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانوی ہیڈ کوارٹر پر جو بم پھینکا گیا اس سے ۶۲ اشخاص مجروح ہوئے اور ۵۲ لاپتہ ہیں۔ فلسطین کی تاریخ میں اس دہشت انگیزی کی مثال نہیں ملتی۔ ملبہ ابھی صاف کیا جا رہا ہے کئی لاشیں اندر دبی ہیں۔ مزید بدحالی نقصان کی توقع ہے۔ حکام نے سخت ترین کرفیو آرڈر نافذ کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۲۳ جولائی معلوم ہوا ہے کہ لارڈ ویول اگست کے تیسرے ہفتے تک عارضی گورنمنٹ کی تشکیل کر دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کی نئی کوشش کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ یہ اپنی سکیم میں کس قدر ترمیم کر جاتی ہے۔ اور کانگرس اور مسلم لیگ اس کے متعلق کیا رویہ اختیار کرتی ہیں۔

واشنگٹن ۲۳ جولائی۔ اٹلی اور اتحادیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے۔ اس کی رو سے اٹلی کی فوج ڈھائی لاکھ سپاہیوں اور ۲۰۰ ٹینکوں پر مشتمل ہو گی۔ بحری بیڑے میں چھ تباہ کن۔ چار کروزر اور سولہ تارپیڈو جہاز ہوں گے۔ باقی جہاز یا تو تباہ کر دیئے جائیں گے اور یا اتحادیوں کے پاس رہیں گے۔

بمبئی ۲۳ جولائی۔ نئی اسٹیا پر غیر ممالک کو برآمد کرنے کے سلسلے میں جو پابندیاں عائد تھیں اب حکومت ہند نے انہیں واپس لے لیا ہے۔ اس سلسلے میں عنقریب ایک اعلان شائع کیا جائے گا۔

نانکنگ ۲۳ جولائی۔ امریکن سینیٹ نے ۲۷۱ جہاز چین کو دینے منظور کئے ہیں۔ تا وہ اپنے بحری بیڑے کو مضبوط کر سکے اسی سلسلے میں آٹھ جنگی جہاز یہاں پہنچ گئے ہیں۔

لاہور ۲۳ جولائی۔ سونا ۹۸/۱۰/۰ چاندی ۱۶۳/۰/۰ پونڈ ۷۹/۱۰/۰۔ امرتسر سونا ۹۷/۱۴/۰۔ چاندی ۱۶۳/۰/۰۔ پونڈ ۷۶/۱۴/۰ روپے

لائلپور ۲۳ جولائی۔ گندم دڑہ ۹/۱۰/۰ گندم فارم ۹/۱۴/۰۔ گڑ ۲۰/۰/۰ تا ۲۲/۰/۰ شکر ۲۲/۰/۰ تا ۲۵/۰/۰ گھی دیسی ۱۰۵ روپے۔

نئی دہلی ۲۴ جولائی۔ ہڑتال کے سلسلے میں تازہ صورت حالات پر غور کرنے کے لئے آل انڈیا پوسٹ مین اینڈ لوئر گریڈ سٹاف یونین کی ہڑتال کمیٹی کا ایک ضروری اجلاس بمبئی میں ہو رہا ہے جس میں شامل ہونے کے لئے ملک کے طول و عرض کے نمائندے آ رہے ہیں۔ ہوائی جہازوں میں ان کے لئے خاص طور پر جگہ مہیا کی جا رہی ہے یونین کے جنرل سیکرٹری نے ایک بیان میں بتایا کہ اس اجلاس میں عارضی فیصلہ کیا جائے گا۔

بمبئی ۲۴ جولائی۔ بمبئی اسمبلی نے دستور ساز اسمبلی کیلئے ۱۹ کانگرسی اور دو مسلم لیگی ممبر منتخب کرلئے ہیں کامیاب ہونے والوں میں سردار پٹیل۔ کے ایم منشی اور ایم آر مسانی کے نام قابل ذکر ہیں

کولمبو ۲۴ جولائی۔ لنکا کے ہندوستانیوں کی شکایات پر غور کرنے کے لئے کانگرس نے جو سب کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کے دو ممبروں نے آج سیلون سٹیٹس کونسل کے لیڈر سے ملاقات کی۔ اور بعد میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ یہ ملاقات ہم نے لنکا کے ہندوستانیوں اور یہاں کی حکومت کی پوزیشن کو سمجھنے کے لئے کی تھی۔ امید ہے کہ اس سلسلے میں بعض اور ملاقاتیں بھی کی جائیں گی

بیت المقدس ۲۴ جولائی فلسطین میں یہودیوں کی خفیہ سرگرمیاں زوروں پر ہیں۔ متعدد مقامات پر بم پھٹنے کے واقعات ظاہر ہو رہے ہیں۔ جن کے نتیجے میں کئی انگریز افسر اور سپاہی ہلاک اور مجروح ہو گئے۔ پولیس نے ایک مقام پر چھاپہ مار کر بہت سے خفیہ ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی گرفتاریاں عمل میں آ رہی ہیں۔

قاہرہ ۲۴ جولائی۔ عرب حکومتوں کے نمائندوں کا ایک اجلاس عنقریب یہاں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مسئلہ فلسطین کے متعلق تازہ صورت حالات پر غور کیا جائے گا۔

نئی دہلی ۲۴ جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پنجاب میں محکمہ ڈاک کے دس ہزار ملازمین میں سے دو ہزار ہڑتال پر ہیں۔ بمبئی میں محکمہ تار کے ۱۳۳ ملازمین میں سے ۴۳ ہڑتال میں شامل ہیں۔ آج ہڑتالیوں نے ڈاک لے جانے والے قلیوں پر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اور انہیں ڈاک لے جانے سے روکنے کی کوشش کی ہے